۱۔ غریب اور نادار طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف۔
۲۔ علوم اسلامیہ کی تحقیق وتصنیف کے لیے وظائف،
۳۔ دینی علوم کی نشرو اشاعت کے لیے سرمایہ کی فراہمی۔
۴۔ داعیان اسلام کی تیاری کے لیے امداد،
۵۔ اسلامی اداروں کے کارکنوں کی امداد جن کا کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہ ہو،
۶۔ علمی ودعوتی مرکزوں کا قیام اور مسلم نوجوانوں کی تربیت،
۷۔ دینی واخلاقی تعلیم کو عام کرنے کے لیے خصوصی مدرسوں کا قیام،
۸۔ اسلامی افکار ونظریات اور اسلامی لٹریچر کی ترویج واشاعت جن کے ذریعہ گمراہ کن تحریکوں کا سد باب کرنے اور اسلامی نظام کو عملاً برپا کرنے میں مدد مل سکے۔ اسی کا نام "اعلائے کلمۃ اللہ" ہے اور یہ موجودہ دور کا سب سے بڑا جہاد ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی شکلیں ہوسکتی ہیں، جن میں زکاۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔ اسلام میں زکاۃ کی حیثیت ایک انقلابی عنصر کی سی ہے۔ مگر ہماری کوتاہی نے اس کو ایک مردہ اور بے جان سی چیز بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگر زکاۃ کا نظام صحیح معنی میں جاری ہوجائے تو اس سے ملت کے تن مردہ میں نئی جان پڑ سکتی ہے۔ کیونکہ اس میں وہ قوت پنہاں ہے جو مردوں کی مسیحا ثابت ہوسکتی ہے اور اسی مسیحائی کا راز اجتماعیت میں پوشیدہ ہے۔ لہٰذا ارباب ملت سے گزارش ہے

کہ وہ ان اہم ملی مسائل پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرکے مشکلات کا حل نکالیں، تاکہ صحیح اور بہتر نتائج برآمد ہو سکیں۔

شہاب ندوی
۷/شعبان/۱۴۰۷ھ

ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی کروٹوں کی تنقیدی اور تنقیحی دستاویز

افکار و عزائم

مصنف جمیل مہدی

قومی اور بین الاقوامی اور ملی مسائل کا ایک آئینہ
ماضی کے پس منظر میں مستقبل کی جانب پیش رفت

قیمت ۱۰۰ روپئے

آج ہی اپنا آرڈر اس پتہ پر بھیجیں:

پتہ: ندوۃ المصنفین اردو بازار، جامع مسجد دہلی

قصص اور قاص

از: قاضی اطہر مبارکپوری

مسلمانوں کو دینی باتیں سیکھنے سکھانے کے لئے تعلیم و تعلم کو ضروری قرار دینے کے ساتھ وعظ و تذکیر کی بھی تاکید کی گئی ہے اور اس خدمت کے انجام دینے والوں کو واعظ مذکر اور قاص کہتے ہیں، یہ الفاظ تقریباً ہم معنی ہیں۔ یعنی وعظ و نصیحت بیان کرنے والے، سمعانی نے مذکر کے بارے میں لکھا ہے۔

ھذہ اللفظۃ لمن یذکر و یعظ[1] — یہ لفظ ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو تذکیر اور وعظ بیان کرے۔

اور قاص کے متعلق زمخشری نے لکھا ہے۔

القُصّاص یقُصّون علی النّاس ما یرق قلوبھم[2] — قُصّاص لوگوں کے سامنے دل کو نرم کرنے والی بات، بیان کرتے ہیں۔

---

[1] کتاب الانساب ورق ۱۸۵ طبع قدیم

[2] اساس البلاغہ ج ۲ ص ۱۷۰

قص اور قصص[1] کے معنی بیان کرنا، نقل کرنا اور حکایت کرنا ہیں، جو بات نقل کی جائے وہ قصہ ہے، ایک عربی شاعر ہدبہ بن خشرم کا قول ہے۔

فَقَصُّوا علینا ذنبنا وتجاوزا　　ذنوبهم عند القصيمة والائز

انھوں نے ہمارے سامنے گناہ بیان کیے　　وحکایت رنصا، ے وقت اپنے گناہ سے تجاوز کر گئے

قرآن حکیم میں گذشتہ قوموں اور انبیا و رسل کے واقعات بیان کرنے میں عام طور سے قصہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ قاص کے لغوی معنی داستان گو کے ہیں اور اصطلاح میں قاص، واعظ اور مذکّر کے معنی میں ہے، البتہ وعظ و تذکیر اور قصص میں معمولی سا یہ فرق ہے کہ قاص ایسے واعظ کو کہتے ہیں جو زہد و رقائق، ترغیب و ترہیب و رشد و تخویف، ملاحم و فتن اور عبرت انگیز واقعات بیان کرے۔ یہ بھی واعظ اور مذکّر ہی ہے، بعد میں کچھ واعظین و مذکّرین اور قصّاص نے گرمیِ محفل کے لئے رطب و یابس میں امتیاز نہیں کیا اور ترغیب و ترہیب میں غیر ذمہ دارانہ طور پر احادیث اور واقعات بیان کرنے شروع کیے اس لئے محدثین نے ان روایتوں کو جب تک معتبر رواۃ کے ذریعہ نہ ہوں، ناقابلِ قبول قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور ہر کس و ناکس کو اس ذمہ دارانہ کام سے روکا ہے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لا یقص الا امیر، او مامور، او مختال[2]　　امیر وعظ کہتا ہے یا مامور یا پھر مغرور

اس کام کی اہمیت اور اس میں احتیاط کے پیش نظر خلافت کی طرف سے باقاعدہ واعظ و قاص مقرر کیے جاتے تھے اور معتبر و مستند اہل علم کو اس منصب پر رکھا

---

[1] قَصَص بفتح قاف مصدر ہے اور قِصَص بکسر قاف قصہ کی جمع ہے۔ [2] تاریخ کبیر ج ۴ ق ۲ ص ۳۲۹۔

جاتا تھا۔ کتنی مقامات پر یہاں کے قاضی قاص بھی ہوتے تھے اور منصب قضا کے ساتھ منصب وعظ گوئی کو بھی سنبھالتے تھے، بہت سی مسجدوں کے امام قاص بنائے جاتے تھے اور امامت کے ساتھ وعظ بھی بیان کرتے تھے۔ خلفاء، امراء، قبائل اور جماعتوں کے بھی قاص اور واعظ ہوتے تھے، اسی طرح اسلامی لشکر میں ان کو مقرر کیا جاتا تھا، وعظ و قصص میں خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ سننے والوں پر کسی قسم کا جبر نہ ہو ورنہ اس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوگا،

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اہل مدینہ کے قاص ابن ابی سائب (ابوالعباس ولید بن سلیمان بن ابی سائب قرشی) سے کہا کہ تم میری تین باتوں کو مانو ورنہ میں تم سے جھگڑا کروں گی۔ ابن ابی سائب نے کہا ام المومنین! وہ تین باتیں کیا ہیں، میں ان پر ضرور عمل کروں گا۔ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ:

اجتنب السجع فی الدعا، فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ کانوا لا یفعلون ذالک، وقص علی الناس فی کل جمعۃ مرۃ، فان ابیت فثنتین، فان ابیت فثلاثا، ولا الفینک تاتی القوم وھم فی حدیث من حدیثھم فتقطع حدیثھم ولکن اترکھم فاذا اجروک وامروک فحدثھم [1]

دعا میں قافیہ بندی سے بچو، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ایسا نہیں کرتے تھے، اور لوگوں کو وعظ ہفتہ میں ایک مرتبہ، ورنہ دو مرتبہ، یا پھر تین مرتبہ، اس سے زائد نہ سناؤ، اور یہ بات میں نہ دیکھوں کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ اپنی بات کر رہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر وعظ سنانے لگو، بلکہ ان کو چھوڑ دو۔ جب وہ فارغ ہو جائیں اور تم سے کہیں تو وعظ سناؤ۔

---

[1] مجمع الزوائد ۱۹۱/۱ بحوالہ حیات الصحابہ ۲۰۵/۳ ـ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعظ میں سامعین کا خاص خیال فرماتے تھے اور ان کی اکتاہٹ اور گھبراہٹ کے خیال سے ناغہ کر دیا کرتے تھے تاکہ ان کے ذوق و شوق میں کمی نہ آئے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اہل کوفہ کو ہر پنجشنبہ کو وعظ سناتے تھے سامعین نے بڑی رغبت کہا کہ آپ اس سے زیادہ وعظ بیان کریں، انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو وعظ سنایا کرتے تھے اور ہماری اکتاہٹ کے خیال سے کبھی کبھی ناغہ فرمایا کرتے تھے ۔[۱]

طبقۂ صحابہ میں متعدد حضرات وعظ و قصص میں ممتاز مقام رکھتے تھے ہیثم بن ابو سنان کے حال میں لکھا ہے کہ سمع ابا ھریرۃ وھو یقص، وھو یقول فی قصصہ حضرت ابو ہریرہؓ کو انھوں نے وعظ کہتے ہوئے سنا، وہ اپنے وعظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے، اسی سلسلے میں کہا کہ تمہارے بھائی نے یہ غلط نہیں کہا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کے یہ اشعار سنائے۔

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ	اذا انشق معروف من الفجر ساطع
ارانا الھدیٰ بعد العمیٰ فقلوبنا	بہ موقنات ان ما قال واقع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ	اذا استثقلت بالکافرین المضاجع

تبیع بن عامر حمیریؒ، کعب احبارؓ کی بیوی کے لڑکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت اسلام دی مگر اس وقت قبول نہیں کیا اور عہد صدیقی میں مسلمان ہوئے، ملک شام کے مشہور عالم تھے، حضرت کعب، اور حضرت ابو الدرداء سے روایت کی ہے، ۱۰۱ھ میں اسکندریہ میں فوت ہوئے، وہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مجلس میں گئے تو انھوں نے اہل مجلس کو مخاطب کر کے کہا اتاکم

۔[۱] بخاری ۔[۲] تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۲ ص ۲۱۳،

اعرفُ من علیها روئے زمین کے سب سے بڑے عالم تمہارے پاس آئے ہیں، تبع حضرات صحابہ کی مجلس میں وعظ بقصص بیان کیا کرتے تھے،

كان يقصّ عند اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم[1] — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے سامنے وعظ بیان کرتے تھے،

ابو مسلم الاغر نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے۔

كان الاغر قاصًّا من اهل المدينة رضًا[2] — اغر مدینہ کے اہل علم میں مقبول قاص تھے،

بلال بن سعد بن تمیم اشعری دمشقی متوفی حدود ١٢٠ھ ہشام بن عبدالملک کے دور خلافت کے مشہور عالم تھے، بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے۔ روزانہ ہزار رکعات نفل پڑھتے تھے۔ شام میں ان کی وہی حیثیت تھی جو عراق میں حسن بصری کی تھی،

وكان قاصًّا حسن القصص[3] — اور بہترین قاصی ہے

ابو سلمہ عبدالرحمن بن سالم جیشانی متوفی ١٣٣ھ کے والد نے صحابہ کرام کا زمانہ پایا ہے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور ان سے لیث بن سعد اور ابن لہیعہ نے روایت کی ہے، مصر میں قضا کے ساتھ قصص کے منصب پر بھی فائز تھے،

ولي القضاء والقصص بمصر[4] — مصر میں قضا اور قصص کے منصب پر مامور کیے گئے،

ابو نعیم خیر بن نعیم حضرمی متوفی ١٣٧ھ نے عبداللہ بن ہبیرہ سبائی، اور ابو الزبیر سے روایت کی ہے اور ان سے یزید بن ابو حبیب، بکر بن عمرو، حیوہ بن شریح

---

[1] تہذیب التہذیب ج ١ ص ٥٠٨

[2] تہذیب التہذیب ج ١ ص ٥٠٣

[3] تاریخ کبیر ج ١ قسم ٢ ص ١٠٨

[4] الاکمال، ابن ماکولا ج ٢ ص ١٩

عمرو بن حارث، سعید بن ایوب وغیرہ نے روایت کی ہے، وہ بھی مصر کے قاضی اور قاص تھے،

ولی قضاء مصر والقصص فی آخر خلافۃ بنی امیۃ، واول خلافۃ بنی العباس [1]

بنو امیہ کے آخری اور بنو عباس کے ابتدائی دور میں مصر کے قضا اور قصص کے عہدے پر تھے،

ابو ادریس (عائذ اللہ بن عبداللہ) خولانی متوفی ۸۰ھ دمشق کے قاضی، واعظ اور قاص تھے،

کان واعظ اھل دمشق وقاصھم وقاضیھم

وہ اہل دمشق کے واعظ، قاص اور قاضی تھے،

عبدالملک بن مروان نے ان کو قصص سے معزول کر کے عہدۂ قضاء پر رکھا تو انھوں نے کہا کہ:

عزلونی عن رغبتی وترکونی فی رھبتی [2]

مجھے میری مرغوب حیثیت سے ہٹا کر نامرغوب حیثیت میں چھوڑ دیا،

ابو المجن توبہ بن نمر حضرمی متوفی ۱۲۰ھ بڑے صاحب علم وفضل اور باکمال عالم وبزرگ تھے، مَرو کے قاضی وقاص تھے،

جُمع لہ القضاء والقصص بمَرو [3]

ان کے لئے مَرو میں قضاء وقصص کے دونوں عہدے جمع کئے گئے،

ابو مغیرہ نضر بن اسمٰعیل بجلی متوفی قبل ۱۸۲ھ کوفہ میں مسجد کے امام اور قاص تھے [4]

---

[1] الاکمال ج ۲ ص ۱۸۱
[2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۴۳
[3] الاکمال ج ۱ ص ۵۰۹
[4] تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۲ ص ۹۰